Dr. Shahnaz Ara
Deptt of Urdu
D.A.L.M.V.D. College

اُردو ناول نگاری کا "آغاز و ارتقاء"

تہذیب اور ترقی کی راہ پر چلتی ہوئی دنیا میں ادب نے جب زندگی کے سماجی اثرات قبول کیے تو اس قبولیت کے اظہار کا پہلا وسیلہ داستان کہانی یا قصہ بنا جو زماں و مکاں کے اثرات سے دوچار ہو کر ادب کی اس شکل میں دنیا کے سامنے آیا جسے ناول کہا جاتا ہے۔ اُردو کی جدید نثری اصناف میں ناول ایک ترقی یافتہ صنف ہے۔ ناول کی صحیح تکمیل گرچہ پریم چند کے ناولوں سے ہوتی ہے لیکن، انیسویں صدی کی چھٹی دہائی سے ہی اردو میں ناول نگاری کا باقاعدہ آغاز ہو چکا تھا۔

پروفیسر احتشام حسین کا بیان ہے کہ "بہت سے لوگ نذیر احمد کو ناول نگار نہیں مانتے لیکن یہ محض اصطلاح کا جھگڑا ہے میں ان کی سماجی بصیرت اور تاریخی شعور پر نظر رکھ کر

Scanned with CamScanner

اس اُردو کا پہلا اور بہت اہم ناول نگار، قیام گزار ہے

ڈپٹی نذیر احمد کے بعد جس ناول نگار کا نام سامنے آتا ہے

وہ (بلاشبہ) یقیناً پنڈت رتن ناتھ سرشار ہیں جو اپنے ناولوں

سیر کہسار، جام سرشار، کامنی اور فسانۂ آزاد کی وجہ سے جانے جاتے

ہیں۔ بقول آل احمد سرور صاحب سرشار نے بہت سی کتابیں

لکھی ہیں مگر فسانۂ آزاد میں آزاد ہی انکا شاہکار ہے۔ اسی وجہ

سے وہ زندہ ہیں۔ ان کی دوسری کتابیں ان کی وجہ سے زندہ ہے

بقول فراق گورکھپوری "وہ مٹی کے پیالے میں بھی گلشن آب کی

ایسی نفاست پر دیکھنا ضرور پڑے گا"۔ پروفیسر محمد حسن نے لکھا ہے

"سرشار اردو کے پہلے ادیب ہیں جنہوں نے شعوری طور پر

ناول کے فن کو سمجھنے اور برتنے کی کوشش کی ہے اور ناول کی

تکمیل میں بعض اجزائے ترکیبی کا خیال رکھا ہے۔"

بیسویں صدی کے آغاز کے سالوں میں اردو ادب کے افق پر …

نام محمود اوبیونشا ہے وہ پریم چند ہیں ان کا پہلا ناول "اسرار معابد"
اور افسانوں کا پہلا مجموعہ "سوز وطن" ہے پریم چند کے بعد سجاد
حیدر یلدرم، مجنوں گورکھپوری، قاضی عبدالغفار، ل احمد اکبر آبادی
نیاز فتحپوری، حجاب امتیاز علی تاج قابل ذکر ہیں انہیں عام
طور پر رومانوی تحریک سے وابستہ ادیب کہا جاتا ہے۔ رومانوی
ادیبوں کے یہاں ذہنی آزادی، انفرادی عمل، فکر و تخیل کی
آزادی، ماضی کا احیاء، اساطیری عناصر کی پیش کش اور خواب و خیال
اور تصورات میں کچھ کر لینے کا رجحان ملتا ہے

علی گڑھ تحریک کے بعد اور رومانوی تحریک کے قریب جو
تحریک سب سے زیادہ موثر ہو کر سامنے آئی وہ ترقی پسند تحریک تھی
جس نے بہت کم وقت میں نہ صرف اردو بلکہ ہندوستان کی دیگر زبانوں
پر بھی اپنا اثر ڈالا۔ ترقی پسند تحریک کے مقاصد میں سماج
مساوات کی حمایت اور کسی بھی سطح پر [illegible] کے خلاف

ظلم و جبر کی عکاسی شامل تھی، معاشرے میں

اردو افسانہ محض افسانہ طرازی مبالغہ آرائی اور ناولوں میں رومانی جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ شاعری میں گل و بلبل کے نغمے گائے جا رہے تھے۔ اور تنقید محض تاثرات کے اظہار تک محدود تھی ترقی پسند تحریک کے زیر اثر ادبی منظر نامے پر ایک زبردست تبدیلی آئی

ترقی پسند ادیبوں میں عصمت چغتائی ایک اہم نام ہے، جنہوں نے "ٹیڑھی لکیر" میں آپ بیتی کی تکنیک سے کام لیا ہے جب کہ اس نے مرکزی کردار شمن کی پیش کش میں تحلیل نفسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ٹیڑھی لکیر کے علاوہ "معصومہ" اور "دل کی دنیا" کو ان کی نمائندہ تصانیف میں شمار ان ناولوں میں عورت اور اس کے اندر پیدا ہونے والے اضطراب اور بغاوت کی لہروں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے

Scanned with CamScanner

مغرب میں انیسویں صدی میں نئے علوم و فنون اور سائنسی ترقیوں کے نتیجے میں فکر و احساس کی ایک نئی لہر آئی جسے روشن خیالی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور جدیدیت یا Modernity کے رجحان سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ اس نے ترقی پسند تحریک کی سیاست زدگی نعرے بازی اور اجتماعیت سے گریز کرتے فرد کی زندگی اور اس کے داخلی و نفسی کو اجاگر پر زور دیا اور مغرب سے کے نئے رجحانات کے زیر اثر افسانوی ادب میں تجربے کیے

اردو ناول فرد اور سماج کے پیش رفتار ترقیوں اور تبدیلیوں کے ساتھ بدلتا اور منظور دیا ہے

حالیہ عرصے کے اردو ناولوں میں فرد نگاری کا پہلو قدرے کمزور رہا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ ناول صورت حال کی عکاسی تو کرتے ہیں لیکن فرد کے حوالے سے نہ کہ اجتماعی صورت حال کو موضوع بناتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان ناولوں میں امراؤ جان ادا، ہوری
یا دانوں جیسے کردار نہیں ملتے۔ پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ
اردو ناول نگاری کی موجودہ صورت حال کافی حوصلہ افزائی
ہے۔ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ آنے والے دنوں میں اچھے ناول
لکھے جاتے رہیں گے۔

Shahnaj Ara.